E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - M.A.Translation

Module Name/Title : Urdu Mein Ilmi o Fanni tarajim ki Riweyat, Ahmiyat Aur Masael

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE SLM
PRESENTATION	Prof. Rhmat Yousuf Zaee Prof. Shoukath Hayat Prof. Mohd. Zafaruddin
PRODUCER	Mohammed Mujahid Ali

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی 10 : اردو میں علمی وفنی تراجم کی روایت واہمیت اور مسائل

ساخت

10.1 تمہید
10.2 علمی ترجمے کے اصول اور اصطلاح سازی
10.3 اردو میں علمی ترجمے کی ابتدائی روایت
10.4 علمی وفنی ترجمے کے ادارے
10.4.1 فورٹ ولیم کالج میں علمی وفنی تراجم
10.4.2 فورٹ سینٹ جارج کالج میں علمی وفنی تراجم
10.4.3 دارالترجمہ شمس الامرا میں علمی وفنی تراجم
10.4.4 نوابین اودھ کے زیر اہتمام علمی وفنی تراجم
10.4.5 ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی دہلی کالج میں علمی وفنی تراجم
10.4.6 سائنٹفک سوسائٹی میں علمی وفنی تراجم
10.4.7 مہاراجہ رنبیر سنگھ کے دارالترجمے میں علمی وفنی تراجم
10.4.8 دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں علمی وفنی تراجم
10.4.9 قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان میں علمی وفنی تراجم
10.4.10 مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں علمی وفنی تراجم
10.5 خلاصہ
10.6 نمونہ امتحانی سوالات
10.7 فرہنگ
10.8 سفارش کردہ کتابیں

10.1 تمہید

قوموں کی ترقی میں ترجمے بہت اہم رول ادا کرتے ہیں۔ یہی وہ وسیلہ ہے، جس کے ذریعے دوسری زبانوں میں موجود علوم وفنون تک ایک ایسے شخص کی رسائی بھی ممکن ہو جاتی ہے، جو اپنی مادری زبان کے علاوہ کوئی دوسری زبان نہیں جانتا۔ اگر کوئی مترجم اس شخص کی مادری زبان میں دوسری زبانوں سے ترجمہ کر دے، تو پھر وہ بھی نئے علوم اور ان کی باریکیوں سے آگاہ ہو سکتا ہے نتیجتاً قوم کی ترقی میں حسبِ استعداد ہاتھ بٹا سکتا ہے۔ کسی زبان کی مقبولیت کا راز اس بات میں پوشیدہ ہوتا ہے کہ اس میں علوم وفنون کی کتنی کتابیں موجود ہیں۔ آج عالمی سطح پر انگریزی کی عالمی مقبولیت کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اس میں دنیا بھر کے علوم وفنون سے متعلق کتابیں دستیاب ہیں اور ان میں ہر لمحہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اردو کے عالموں نے بھی اس بات کو محسوس کیا تھا کہ زبان اور قوم کی ترقی کا راز علمی وفنی معلومات پر ہے۔ چوں کہ اردو کی عمر بہت زیادہ نہیں ہے اس لیے علمی وفنی کتابیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اردو کا ابتدائی سرمایہ

شعر وشاعری اور فکشن یا داستانوں پر مشتمل تھا۔ لیکن جب اردو زبان نے ہندوستان بھر میں مقبولیت حاصل کی اور عام طور پر بولی، لکھی اور پڑھی جانے لگی تو یہ ضروری ہو گیا کہ علوم بھی منتقل کیے جائیں؛ جس کا آسان طریقہ یہ تھا کہ دوسری زبانوں سے علوم وفنون کی کتابیں اردو میں ترجمہ کی جائیں تاکہ اردو بولنے والے دوسری ترقی یافتہ قوموں کے شانہ بہ شانہ چل سکیں۔

10.2 علمی ترجمے کے اصول اور اصطلاح سازی

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ترجمہ کیوں کیا جاتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص کو کوئی خاص زبان نہیں آتی اور وہ چاہتا ہے کہ اُس زبان میں موجود مواد سے استفادہ کرے۔ مجبوراً وہ کسی ایسے شخص سے ربط پیدا کرتا ہے، جو اس زبان سے واقف ہے اور پھر اس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ مطلوبہ مواد کا ترجمہ کر دے۔ یوں بھی ہوتا ہے کہ آپ کوئی مضمون یا کتاب پڑھتے ہیں اور اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ آپ کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس مضمون یا کتاب سے وہ لوگ بھی فائدہ اٹھائیں، جو اس زبان سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے راست نہیں پڑھ سکتے۔ چنانچہ آپ سوچتے ہیں کہ اس مضمون یا کتاب کا ترجمہ کر دیا جائے۔ ادبی تخلیقات کا معاملہ یہ ہے کہ ان میں زبان کی نزاکتیں بھی ہوسکتی ہیں۔ علامتیں، محاورے، روزمرّہ، استعارے اور کنائے بھی ہو سکتے ہیں اور چوں کہ ہر زبان کی اپنی کچھ منفرد خصوصیات ہوتی ہیں، اس لیے اکثر و بیشتر دشواری پیش آتی ہے۔ لیکن اگر مترجم اصل زبان اور ترجمے کی زبان سے بخوبی واقف ہو تو وہ دشواریوں پر قابو پاسکتا ہے۔ پھر بھی اصل زبان کا حسن ترجمے کی زبان میں قدرے ماند پڑ سکتا ہے۔ اگر اصل مواد علمی نوعیت کا ہے تو یہاں صرف مفہوم سے غرض ہوتی ہے تاکہ پڑھنے والا اصل متن ہی کی طرح ترجمہ شدہ متن سے استفادہ کر سکے۔ اسی لیے علمی ترجمے کا سب سے عام اور اہم اصول یہ ہے کہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتے وقت اصل مفہوم کا ترجمہ مقصود ہونا چاہیے۔ ادبی تخلیقات میں یہ مسئلہ بھی ہوتا ہے کہ استعمال کیے گئے لفظ کے مفہوم کی کئی سطحیں ہوسکتی ہیں۔ لیکن علمی مضامین میں ادبیات کی طرح اظہار کی پیچیدگی نہیں ہوتی۔ پھر بھی اگر کسی ایسے علم یا فن کا ترجمہ کیا جا رہا ہو، جو اس زبان کے لیے نیا ہو تو سب سے بڑا مسئلہ اصطلاح سازی کا ہوتا ہے، کیوں کہ ہر علم وفن کی اپنی اصطلاحات ہوتی ہیں۔ چوں کہ علمی تراجم کا مقصد اصل مضمون کو اس طرح پیش کرنا ہے کہ پڑھنے والا اس کو پوری طرح سمجھ سکے اس لیے اصل زبان میں استعمال کی گئی اصطلاحات کو ترجمے کی زبان میں اس طرح منتقل کرنا ضروری ہے کہ مطلوبہ علم یا فن کو آسانی سے سمجھا جا سکے۔ اس لیے یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ علمی تراجم کا دارومدار بہتر اور معنی خیز اصطلاحات پر ہوتا ہے۔ ہر علم اور ہر پیشے کی کچھ مخصوص اصطلاحیں ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ کھیلوں میں بھی مخصوص اصطلاحوں سے کام لیا جاتا ہے جن کا لغوی مفہوم چاہے جو کچھ ہو، متعلقہ علم یا پیشے میں وہ جداگانہ مفہوم کی حامل ہوتی ہیں۔ عموماً یہ اصطلاحیں ایسے الفاظ پر مشتمل ہوتی ہیں، جو مرادی مفہوم تک ذہن کو منتقل کر سکیں۔ علمی ترجمہ کرتے ہوئے مترجم کے سامنے جب اصطلاحیں آتی ہیں تو سب سے پہلے وہ ترجمے کی زبان میں موجود اسی مفہوم کی اصطلاح تلاش کرتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ترجمے کی زبان میں وہ اصطلاح موجود ہو۔ یہیں مترجم کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ متبادل اصطلاح ڈھالے یا وضع کرے۔ چوں کہ اردو ایک مخلوط زبان ہے اس لیے آسانی یہ ہے کہ مترجم کسی دوسری شناسا زبان سے اصطلاح لے سکتا ہے یا نئی اصطلاح ڈھال سکتا ہے۔

اردو میں بیشتر علوم بنیادی طور پر دوسری زبانوں ہی سے آئے ہیں اور ابتدا میں زیادہ تر علمی سرمایہ فارسی اور عربی سے اردو میں منتقل کیے گئے۔ خاص طور پر شرعی مسائل اور فقہ وغیرہ کے لیے جو اصطلاحیں استعمال ہوئیں وہ زیادہ تر عربی میں استعمال ہوتی رہی ہیں۔ ہندوستان میں اردو کے ابتدائی دور سے لے کر بیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں تک بھی فارسی اور عربی زبانیں عام طور پر استعمال ہوتی تھیں۔ دفتری معاملات میں فارسی غالب تھی اور مذہبی مسائل کے لیے عربی کا سہارا لیا جاتا تھا۔ ہر پڑھا لکھا شخص فارسی اور عربی اصطلاحات کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اسی لیے مترجمین کو عربی اور فارسی سے اصطلاحیں لینا یا ان زبانوں کی مدد سے اصطلاحیں ڈھالنا زیادہ آسان لگتا تھا۔ لیکن آج کے دور میں فارسی اور عربی کا چلن کم ہو گیا ہے۔ اس لیے عربی یا فارسی کی دقیق اصطلاحیں مشکل لگنے لگی ہیں۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ علوم وفنون کی ترقی کی رفتار بے حد تیز ہو گئی ہے اور تقریباً سبھی کتابیں انگریزی میں دستیاب ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ اب انگریزی الفاظ ہمارے عام ذخیرۂ الفاظ کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ آج ایک دیہاتی کے لیے بھی ٹریکٹر، اسٹیشن، بس جیسے الفاظ نامانوس نہیں ہیں۔ کسی بھی زبان کا اصول یہ ہے کہ اگر کوئی لفظ مسلسل استعمال میں آتا رہے تو وہ زبان کا حصہ بن جاتا ہے۔ انگریزی کی ڈکشنریوں

میں کئی الفاظ اردو، ہندی اور دوسری کئی زبانوں سے شامل کر لیے گئے ہیں، کیوں کہ ماہرین نے محسوس کیا کہ یہ الفاظ عام بول چال کے علاوہ تحریری زبان میں استعمال ہونے لگے ہیں۔ ہندوستان میں بھی کئی انگریزی الفاظ عام طور پر بولے جانے لگے ہیں۔ اس لیے بیشتر نئی اصطلاحات کے لیے انگریزی الفاظ کو جوں کا توں استعمال کیا جا رہا ہے۔ ریڈیو، ٹی۔وی، ٹیلی فون، ایکسرے، ایمبولینس، کمپیوٹر جیسے الفاظ اب سبھی جانتے ہیں۔ ابتدائی دور میں ان کے لیے نئے الفاظ بنانے کی کوشش کی گئی لیکن عوام نے قبول نہیں کیا۔ بیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں ٹسٹ ٹیوب کے لیے امتحانی نلی کا لفظ عام تھا اور آسانی سے آج بھی سمجھا جاتا ہے لیکن جدید میڈیسن کی تحقیقات نے ایک اور نیا لفظ ٹسٹ ٹیوب بے بی دیا اور یہ لفظ اردو والوں نے جوں کا توں قبول کر لیا۔ اس کو امتحانی نلی کا بچہ یا طفلِ امتحانی نلی کہنا ظاہر ہے کہ ایک مضحکہ خیز سی بات ہے۔

اصطلاحات بناتے ہوئے ماہرین نے اس بات کا خیال رکھا کہ اگر اردو میں پہلے سے اسی مفہوم کا کوئی لفظ استعمال ہو رہا ہو تو پھر انگریزی یا عربی یا فارسی کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسی لفظ کو استعمال کرنا چاہئے جو اردو میں صحیح متبادل کے طور پر رائج ہے۔ جیسے انگریزی لفظ کوچ (Coach) کے لیے بگھی اور رتھ کے الفاظ پہلے سے موجود تھے۔ اس لیے ترجمہ کرتے ہوئے کوچ کی جگہ بگھی یا رتھ ہی استعمال کیا گیا۔ سیمنٹ نئے دور کا لفظ ہے اور گچ یعنی تعمیری مسالے سے بالکل مختلف ہے۔ انگریزی میں گچ کے لیے مارٹر (Mortar) کا لفظ لکھا جاتا ہے لیکن ہم نے مارٹر کے لیے گچ ہی استعمال کیا جب کہ سیمنٹ کو سیمنٹ ہی رہنے دیا۔ اگر اصطلاح عربی، فارسی یا انگریزی سے ماخوذ ہے تو پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اس لفظ کو اردو میں کیسے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اسکول انگریزی لفظ ہے اور اس کا صحیح تلفظ سکول ہے لیکن چوں کہ اردو الفاظ کا پہلا حرف متحرک ہوتا ہے اس لیے اس میں الف کا اضافہ کر لیا گیا۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ اردو میں آنے کے بعد لفظ کبھی کبھی تبدیل بھی ہو جاتا ہے اور مسلمہ اصول یہ ہے کہ جو لفظ اردو میں عوام استعمال کر رہے ہیں وہی درست مانا جانا چاہیے۔ اس لیے عربی یا فارسی الفاظ استعمال کرتے ہوئے پیچیدہ ترکیب پر مبنی اصطلاح کے بجائے ایسی سادہ اور عام فہم اصطلاح بنائی جانی چاہیے جو اردو نحوی ترکیب پر مشتمل ہو۔

علم اور پیشے کے اعتبار سے ایک ہی لفظ کو کئی مفاہیم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ انگریزی لفظ Field خود انگریزی میں بھی کئی مفاہیم میں استعمال ہوتا ہے۔ کہیں اس کا مطلب کھیت ہے تو کہیں میدان۔ یہی لفظ دوسرے لفظوں کے ساتھ مل کر آتا ہے تو کچھ اور مفہوم دیتا ہے جیسے Field work میں اس لفظ کا مفہوم بالکل مختلف ہے۔ کرکٹ فیلڈ کے لیے ہم کرکٹ کا میدان تو کہہ سکتے ہیں لیکن انگریزی میں Field-day کے لیے کامیابی کے لیے وسیع موقع، مصروفیت کا دن مطلب لیا جاتا ہے۔ اس لیے اردو میں ترجمہ کرتے وقت مترجمین کو اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ لفظ میں مضمر علم کے سیاق وسباق کو دیکھ کر مناسب متبادل لفظ کا انتخاب کریں۔ آج کل سائنسی اور علمی میدان میں ترقی کی رفتار بہت تیز ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اردو میں ترجمے کا کام بھی بہت تیزی سے ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ علمی ترجمہ کرتے ہوئے اصطلاح سازی بھی ہوتی ہے لیکن دشواری یہ ہے کہ اکثر و بیشتر ایک ہی اصطلاح کے لیے مختلف مترجمین نے مختلف اصطلاحیں وضع کی ہیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ بعد میں کون سی اصطلاح مقبول ہوگی۔ اس لیے مترجم کا یہ بھی فریضہ ہے کہ وہ متعلقہ علمی موضوع پر ترجمہ کی گئی کچھ کتابوں کا مطالعہ بھی کرے اور ان سے اصطلاحات حاصل کرے۔ لیکن اسے یہ آزادی بھی ملنی چاہیے کہ اگر وہ پہلے کی پیش کردہ کسی اصطلاح سے متفق نہیں ہے تو نئی اصطلاح وضع کر لے، جو صحیح اصطلاحی مفہوم کو پیش کرنے میں کامیاب ہو اور آسانی سے سمجھ میں آئے۔ مترجم کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ترجمہ کیے جانے والے علمی موضوع کے علاوہ دوسرے متعلقہ علوم، ان کے تراجم اور وضع کی گئی نئی اصطلاحات سے بھی واقف ہو۔ اس طرح مترجم کو زیادہ بہتر اور جامع اصطلاحات ڈھالنے میں مدد مل سکتی ہے۔

علمی ترجمہ کرتے ہوئے اصطلاحات سے قطع نظر عموماً لفظی ترجمہ ہی کیا جاتا ہے، کیوں کہ علمی تحریریں ادبی تخلیقات کے مقابلے میں کم پیچیدہ ہوتی ہیں۔ ادبی تخلیقات کا ترجمہ کرتے وقت صرف ونحو یا قواعد کے بنیادی اصولوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ہر زبان کے قواعد کے اصول مختلف ہوتے ہیں۔ مترجم کو اس پہلو کا بھی خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ مثال کے طور پر کسی سائنسداں کا نام Mary Smith ہے اور اس کی کسی تحقیق کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ تو اگر اصل متن میں ضمیر She کا استعمال نہ ہوا ہو اور مترجم کو ضمیر کے استعمال کی ضرورت پیش آئے تو اسے احتیاط سے کام لیتے ہوئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ جس کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ مرد ہے یا عورت۔ اور اسی اعتبار سے ضمیر یا فعل کے متعلقات استعمال کیے جانے چاہئیں، کیوں کہ انگریزی میں جنس کا تعین

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE
IMC LIBRARY
Hyderabad

فعل سے نہیں ہوتا جب کہ اردو میں فعل جنس کے تابع ہوتا ہے۔طویل اور مرکب جملوں کا ترجمہ کرتے ہوئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اسے ضرورت کے مطابق دو یا تین جملوں میں تبدیل کر دیا جائے۔کیوں کہ مترجم کا اصل مقصد تو مفہوم کی ترسیل ہے۔اگر ترجمہ زیادہ طویل مرکب جملے کی شکل میں ہو تو قاری کو سمجھنے میں دشواری پیش آسکتی ہے۔بعض مرتبہ خاص علمی موضوعات میں بھی روزمرہ اور محاورہ استعمال ہوسکتا ہے۔ایسی صورت میں مترجم کو چاہئے کہ وہ اصل مفہوم پر توجہ دے نہ کہ محاورے یا روزمرہ کی تلاش پر۔ویسے اگر متبادل محاورہ ترجمے کی زبان میں موجود ہو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ترجمہ کرنے کے لیے مترجم کو دونوں زبانوں پر عبور ہونا ضروری ہوتا ہے لیکن صرف یہی کافی نہیں۔دراصل ترجمہ اور خصوصاً علمی ترجمہ کرتے ہوئے خود مترجم کو سب سے پہلے اصل متن اور اس کے مشمولات کو پوری طرح سمجھنا اور اس طرح ترجمہ کرنا ضروری ہے کہ پڑھنے والا آسانی سے سمجھ سکے۔

اپنی معلومات کی جانچ :

1. ادبی تخلیق اور علمی مضمون میں کیا فرق ہے ؟
2. مترجم کے لیے اصطلاح سازی کب اور کیوں ضروری ہوتی ہے ؟
3. ابتدا میں کن زبانوں سے علمی سرمایہ اردو میں منتقل کیا گیا؟

10.3 اردو میں علمی تراجم کی ابتدائی روایت

اگر کوئی علم مادری زبان میں ہوتو اسے سمجھنا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔اس کے علاوہ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص اپنی زبان کے علاوہ دوسری زبان سے بھی واقف ہو۔اور اگر علم کسی اجنبی زبان میں ہوتو اس کی تفہیم ممکن نہیں ہوتی۔پھر بھی ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی مادری زبان کے علاوہ دوسری زبانوں سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ان میں سے بھی کچھ ایسے ہوتے ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ انھوں نے دوسری زبان سے جو کچھ حاصل کیا وہ دوسروں تک بھی پہنچ جائے اور لوگ استفادہ کر سکیں۔اس کے لیے بہتر طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کر دیا جائے تاکہ علم کی مزید اشاعت ہو۔اس بات کو لوگ زمانۂ قدیم سے جانتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ زمانۂ قدیم ہی سے ترجمے کا رواج رہا ہے۔

عربوں نے اس معاملے میں بہت زیادہ دلچسپی لی۔چنانچہ خلافت عباسیہ کے دور میں حکومت کی سرپرستی میں باضابطہ طور پر ترجمے کیے جانے لگے۔بغداد میں کئی عدیم المثال کتب خانے تھے، جہاں دنیا بھر سے کتابیں اکٹھا کی گئی تھیں اور ان کو عربی میں منتقل کرنے کا عمل بڑی تیز رفتاری سے کیا جانے لگا تھا۔یونانی، سنسکرت اور دوسری کئی زبانوں سے یہاں مختلف علوم کا عربی میں ترجمہ ہوا اور اس طرح عرب قوم بڑی تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کرنے لگی۔ترجمہ قوموں کی زندگی میں جست کا کام کرتا ہے۔عربوں نے علم ہی کی فراوانی کی بدولت ایسے ایسے کارنامے انجام دیے کہ ساری دنیا میں ان کے ڈنکے بجنے لگے۔بغداد پر منگولوں کے حملے کے بعد سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ کتب خانوں کو آگ لگا دی گئی اور بیش قیمت علمی سرمایہ ضائع ہوگیا۔اس تباہی سے جو کتابیں محفوظ رہ گئیں ان سے اہل یورپ نے فائدہ اٹھایا اور جہاں تک ممکن ہوسکا، عربی کتابوں کا یورپی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اور وہ ترقی کی راہ پر چل پڑے۔یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔یورپ اور امریکہ میں آج جو بے پناہ ترقی ہوئی ہے اس کا منبع ترجمہ ہی ہے جس کے ذریعے انھوں نے دوسری زبانوں سے علم حاصل کر کے اس پر مزید تحقیق کی اور آج ان کا شمار صفِ اول کی اقوام میں ہوتا ہے۔

اردو میں ترجمے کی روایت اسی وقت سے ہے، جب یہ زبان گھٹنوں کے بل چل رہی تھی۔اردو میں سب سے پہلا ترجمہ حضرت میراں جی خدانما کا ہے۔تمہیداتِ ہمدانی عربی کی ایک بہت مشہور کتاب ہے جسے ابوالفضائل شیخ عبداللہ بن محمد عین القضاۃ ہمدانی نے تحریر کیا تھا۔اس کتاب میں شرعی، فقہی اور تصوف کے مسائل کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا تھا۔حضرت خواجہ بندہ نواز نے اس کتاب کی شرح فارسی میں لکھی۔1655ء میں میراں جی خدانما نے اس کا دکنی اردو میں ترجمہ کیا تاکہ وہ لوگ جو فارسی اور عربی سے واقف نہیں ہیں، وہ بھی اس کے مطالب کو آسانی سے سمجھ سکیں۔بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس ترجمے پر وجہی کی سب رس کو اولیت حاصل ہے، جو 1635ء میں لکھی گئی۔کہا جاتا ہے کہ سب رس تاج الحقائق کا ترجمہ ہے۔جب کہ یہ بات پوری طرح درست نہیں ہے۔ہوسکتا ہے کہ سب رس کا بنیادی خیال وجہی نے تاج الحقائق سے لیا ہو لیکن اس کی اعلیٰ انشاپردازی کی وجہ سے اسے

ترجمہ نہیں کہا جاسکتا۔

علمی ترجمے کے ضمن میں دوسرا اہم کام میراں جی یعقوب نے کیا۔ انھوں نے رکن عمادالدین کی فارسی تصنیف شمائل الاتقیا کا 1673ء میں شمائل الاتقیا ہی کے نام سے دکنی اردو میں ترجمہ کیا۔ تقریباً تیرہ سو صفحات پر مشتمل اس کتاب میں مختلف بزرگوں، صوفیوں اور اولیاء اللہ کے احوال ہیں۔

دکن ہی میں 1704ء میں شاہ ولی اللہ قادری نے شیخ محمود کی فارسی کتاب معرفت السلوک کا ترجمہ کیا۔ اس کتاب میں بھی تصوف کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

1. بغداد پر منگولوں کے حملے کے بعد سب سے بڑا نقصان کیا ہوا؟
2. تمہیدات ہمدانی کے مصنف کا نام لکھیے۔
3. شمائل اتقیا کا موضوع کیا ہے؟

10.4 علمی وفنی ترجمے کے ادارے

شخصی کوششوں سے بلاشبہ بہت اہم کتابوں کے ترجمے انجام پائے اور بے شمار کتابوں کو عربی اور فارسی سے اردو میں منتقل کیا گیا۔ علمی وفنی ترجمے کی رفتار میں اس وقت تیزی آئی جب ترجمے کے باضابطہ ادارے قائم کیے گئے۔ ذیل میں ایسے چند اداروں کا ذکر کیا جارہا ہے۔

10.4.1 فورٹ ولیم کالج میں علمی وفنی تراجم

1800ء میں یہ کالج کلکتہ میں اس لیے قائم کیا گیا تھا کہ انگلستان سے آنے والے انگریز افسروں کو تربیت دی جاسکے۔ اس کالج کے ایک پروفیسر گل کرسٹ نے ترجمے کی طرف خصوصی توجہ دی۔ ان میں ادبی نوعیت کی کتابیں زیادہ ہیں۔ شکنتلا، سنگھاسن بتیسی، چہار درویش وغیرہ کا ترجمہ گل کرسٹ ہی کی ایما پر انجام دیا گیا۔ یہاں قرآن کا بھی ترجمہ کیا گیا تھا اور اس کے 56 صفحات کی طباعت بھی ہوچکی تھی لیکن اچانک حکومت کی ہدایت پر باقی صفحات کی طباعت روک دی گئی۔ اس طرح یہ کام ادھورا رہ گیا۔ علمی نوعیت کی کتابوں کے کم ہی ترجمے ہوئے۔ البتہ فن تاریخ پر تین کتابوں کے اردو میں ترجمے کیے گئے جو فورٹ ولیم کالج کے تنخواہ دار منشیوں نے کیے۔ اردو میں ان تراجم کا مقصد یہ تھا کہ نو وارد انگریز افسر زبان کے ساتھ تاریخ بھی جان لیں۔ غلام اکبر نے فارسی سے تواریخ السلاطین کا ترجمہ اسی نام سے کیا۔ محمد عمر نے فارسی ہی سے تواریخ عالم گیری کا ترجمہ کیا اور تصدق حسین نے تواریخ تیموری کو اردو میں منتقل کیا۔ ان کے علاوہ میر شیر علی افسوس نے تاریخ آسام کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا۔

10.4.2 فورٹ سینٹ جارج کالج میں علمی وفنی تراجم

1717ء میں انگلستان سے آنے والے انگریز منشیوں یا رائٹرس کی تربیت کے لیے ایک اسکول قائم کیا گیا تھا۔ اسی اسکول کو 1812ء میں فورٹ سینٹ جارج کالج کا نام دیا گیا۔ یہاں کے اساتذہ نے ترجمے بھی کیے۔ تاج الدین بہجت نے سید عبدالقادر پاشاہ الحسینی کے ایک رسالے کا "مرصاد المشتاقین" کے نام سے اردو میں ترجمہ کیا۔ محمد مہدی واصف نے شیخ عبدالحق دہلوی کی کتاب "آداب الصالحین" اور "تکمیل الایمان" کے اقتباسات کا ترجمہ "تکمیل الایمان ہندی" کے نام سے کیا۔ اس کے علاوہ امام غزالی کی دو کتابوں کیمیائے سعادت کا "ترجمہ کیمیائے سعادت" کے نام سے اور احیاء العلوم کے ایک باب کا ترجمہ "رسالہ اخلاق النبی کریم" کے نام سے کیا۔ انھوں نے امام بخاری کی ایک کتاب التعبیر کا ترجمہ رسالہ تعبیر خواب کے نام سے کیا تھا لیکن وہ شائع نہ ہوسکا۔ مہدی واصف نے جلال الدین شافعی اور جلال الدین سیوطی کی تحریر کردہ تفسیر جلالین کا بھی ترجمہ اسی نام سے کیا۔ یہاں انگریز اساتذہ نے بھی ترجمے کے کام انجام دیئے۔ یہ سارے ترجمے مذہبی نوعیت کی کتابوں کے ہیں۔ علمی نوعیت کی دو کتابوں کے ترجمے بھی کیے گئے۔ ڈاکٹر ایڈورڈ بالفور نے گلیک کی کتاب کا ترجمہ "کتاب علم نجوم" کے نام سے اور کنکویسٹ کی کتاب کا ترجمہ "اصول فن قبالت" کے نام سے کیا۔

10.4.3 دارالترجمہ شمس الامرا میں علمی وفنی تراجم

نواب فخر الدین خاں شمس الامرا پائیگاہ کے امیر تھے۔ انھیں ذاتی طور پر علم کی اشاعت سے دلچسپی تھی۔ یورپ کی سائنسی اور صنعتی ترقی سے واقف تھے اور چاہتے تھے کہ حیدرآباد کے باشندے جدید علوم سے بھی واقف ہوں۔ چنانچہ انھوں نے فرانس، برطانیہ اور دیگر یوروپی ممالک سے جدید علوم کی کتابیں منگوائیں اور ماہر مترجمین سے اُردو میں ان کے ترجمے کروائے۔ اس ضمن میں نئی سائنسی اصطلاحات بھی وضع کی گئیں۔ انھوں نے حیدرآباد میں مدرسہ فخریہ قائم کیا، جہاں جدید علوم وفنون اور سائنسی موضوعات پر مشتمل نصاب پڑھایا جاتا تھا۔ ان ہی کی کوششوں سے 1844ء میں ہندوستان کا پہلا مدرسہ طبابت ریزیڈنسی میں قائم کیا گیا۔ مدرسہ فخریہ کے تعلیم یافتہ طلبا نے یہاں داخلہ لیا اور چونکہ وہ دوسروں کے مقابلے میں جدید علوم بشمول طبی نصاب سے واقف تھے اس لیے وہ بہتر طالب علم ثابت ہوئے۔ شمس الامرا نے فلکی مشاہدے کے لیے رصدگاہ بھی قائم کی۔ ترجمے کے کام کو آگے بڑھانے کی غرض سے انھوں نے محلّہ جہاں نما کی ایک حویلی میں دارالترجمہ شمس الامرا قائم کیا جہاں ہندو، مسلم، انگریز اور فرانسیسی علما کو ترجمے کے کام پر متعین کیا گیا۔ ان میں غلام محی الدین حیدرآبادی، مسٹر جونس، جوزف، رتن لال، میر شجاعت علی کرم اور دوسرے شامل ہیں۔ شمس الامرا، کے بعد بھی ان کے خاندان سے وابستہ افراد نے ان کے کام کو آگے بڑھایا اور یہ سلسلہ 1833ء سے 1877ء تک جاری رہا۔ اور اس عرصے میں یہاں 37 کتابوں کے ترجمے کیے گئے۔ یہاں سے ترجمہ ہونے والی کتابوں میں مقطع الارض 1836ء، علم ہندسہ، رسالہ علم واعمال کروی، ستہ شمسیہ کے عنوان سے چھ جلدیں، علم جرثقیل، علم ہیئت، علم آب، علم ہوا، علم مناظر، علم برق (1840) انوار بدریہ، افضل الآداب، طبی لغت 1853ء، شمس الہندسہ شامل ہیں لیکن ان میں سے چند کتابیں محروم اشاعت رہیں۔ یہ کتابیں کتب خانہ سالار جنگ میوزیم میں موجود ہیں۔

10.4.4 نوابینِ اودھ کے زیرِ اہتمام علمی وفنی تراجم

اودھ کے نواب نصیر الدین حیدر نے انگریزی سے اردو میں سائنسی کتابوں کا ترجمہ کروانے کے لیے ایک انگریز کو مقرر کیا۔ جس کی اعانت سے سید کمال الدین حیدر اور دوسروں نے اردو میں ترجمے کا کام انجام دیا۔ نصیر الدین حیدر کے بعد محمد علی شاہ اور پھر امجد علی شاہ نے اس کام کو آگے بڑھایا۔ 1833ء سے 1853ء تک بیس سال کے عرصے میں دیگر کتابوں کے علاوہ یہ کتابیں بھی ترجمہ کی گئیں۔ مفتاح الافلاک (1833ء)، رسالہ ہیئت (1847ء) مقاصد علوم (1841ء)، رسالہ مقناطیس، رسالہ ہیضے کا علاج (1853ء)۔

10.4.5 ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی دہلی کالج میں علمی وفنی تراجم

یہ کالج 1825ء میں قائم ہوا۔ یہاں ریاضی، سائنس، فلسفہ، تاریخ اور اخلاق کی تعلیم دی جاتی تھی۔ کالج کے ذمے داروں نے تعلیمی معیار کو بلند کرنے اور طلبا کے لیے نصابی کتب مہیا کرنے کی غرض سے اسکول بک سوسائٹی کے نام سے 1840ء میں ایک سوسائٹی قائم کی گئی۔ 1843ء میں اس سوسائٹی کا نام تبدیل کر کے ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی کر دیا گیا اس کا مقصد دیسی زبانوں میں سائنسی اور جدید علوم کے تراجم کرانا تھا۔ اس سوسائٹی نے تراجم کے اصول مقرر کیے اور اصطلاحات وضع کیں۔ اس سوسائٹی کے ترجموں اور تالیف کی تعداد 128 ہے۔ مندرجہ ذیل کتابیں انگریزی سے ترجمہ کر کے طلبا کے لیے مہیا کی گئیں۔

الجبرا، اصول علمِ ہیئت، رسالہ کیمسٹری، جغرافیہ طبعی، علم وعمل طب، مساحت، طبعیات، رسالہ مقناطیس، حرکیات وسکونیات، علم مناظر، حرارت، رسالہ علم برق، گالون ازم، رسالہ علم حساب، رسالہ علم مساحت مستعمل وعلم مثلث (1844ء) رسالہ علم طلب (1847ء) رسالہ اعمال جراحی (1848ء) اصول وقواعد مایعات (1850ء)، مزید الاموال یا سلاح الاحوال (1854ء)۔ اصول علم مثلث وترش ہائے مخروطی وعلم ہندسہ بالجبر (1844ء) رسالہ اصول کلوں کے باب میں (1863ء)۔ یہاں کے مترجمین میں مسٹر بوتروس، ڈاکٹر اسپرنگر، منشی کریم الدین، مولوی ذکاءاللہ، ماسٹر رام چندر، پنڈت رام کرشن، ماسٹر بھیروں پرساد، پیارے لال، ہردیو سنگھ، ڈاکٹر ضیاالدین اور دوسرے کئی لوگ شامل ہیں۔

10.4.6 سائنٹفک سوسائٹی میں علمی وفنی تراجم

یہ سوسائٹی سرسید احمد خان نے 1863ء میں قائم کی۔ اس کا پہلا اجلاس غازی پور میں 1864ء میں منعقد ہوا۔ سوسائٹی کا مقصد انگریزی یا یورپ کی دوسری زبانوں میں لکھی گئی علوم وفنون کی کتابوں کو اُردو میں منتقل کرنا تھا۔ 1866ء میں علی گڑھ میں اس کی اپنی عمارت کی تعمیر مکمل ہوئی۔ 1887ء کو سائنٹفک سوسائٹی کو مدرسۃ العلوم میں ضم کردیا گیا۔ 7/نومبر 1887ء کو یہ سوسائٹی بند ہوگئی۔ سائنٹفک سوسائٹی نے تقریباً پندرہ کتابیں انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کر کے شائع کرائیں۔ ان میں تاریخِ مصر، تاریخِ چین، قدیم یونان کی تاریخ، رسالہ فلاحت، فن کاشت کاری، رسالہ علم انتظام مدن، تاریخ ہندوستان، رسالہ علم برقی، اصل سیاست مدن، تاریخ ایران، رسالہ علم جغرافیہ، رسالہ جرثقیل وغیرہ شامل ہیں۔ ان کتابوں میں سے کسی پر بھی مترجم کا نام نہیں لکھا گیا بلکہ یہ لکھا ہے کہ ''ترجمہ کیا اور مشتہر کیا سائنٹفک سوسائٹی نے''۔ اس لیے یہ پتہ لگانا مشکل ہے کہ ان کے مترجمین کون تھے۔ کہا جاتا ہے کہ زیادہ تر کتابوں کے ترجمے خود سرسید نے کیے اور تقریباً ساری کتابوں پر اشاعت سے قبل نظرِ ثانی بھی کی۔

10.4.7 مہاراجہ رنبیر سنگھ کے دارالترجمے میں علمی وفنی تراجم

جموں کشمیر کے مہاراجہ نے 1850ء کے آس پاس ایک دارالترجمہ قائم کیا، جہاں مختلف علوم کو ڈوگری، ہندی، پنجابی اور اردو میں منتقل کرنے کا کام انجام دیا گیا جن میں طب، جدید میڈیسن، کاغذ سازی، انجینیر نگ، فوجی فنون، آلات حرب اور مذہبیات پر مشتمل کتابوں کے ترجمے کیے گئے۔ علم طب سے متعلق ترجمہ کی گئی کتابوں میں امراض اطفال، تشریح الابدان، علم امراض پر ترجمہ شرح اسباب، اسباب امراض، اسبابِ امراض والعلاجات، علاج الامراض، ہدایات پیدائش بچہ، امراض الاصبیان اور ہدایت الاطبا جیسی کتابیں شائع کی گئیں۔

10.4.8 دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں علمی وفنی تراجم

جامعہ عثمانیہ کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ ریاست حیدر آباد کے طلبا کو ان کی اپنی مادری زبان یعنی اردو میں جدید علوم وفنون کی تعلیم دی جاسکے۔ لیکن سب سے بڑے مسئلہ طلبا کے لیے کتابوں کی فراہمی تھی۔ چنانچہ جامعہ میں ایک شعبہ تالیف وتصنیف قائم کیا گیا، جو بعد میں دارالترجمہ عثمانیہ کہلایا۔ اس سے قبل فخر الملک کے قائم کردہ دارالترجمہ کی کتابیں نصاب میں رائج تھیں لیکن ایک یونیورسٹی کے مختلف شعبوں کی ضرورت کی تکمیل لازمی تھی۔ دارالترجمہ نے اس کام کو انجام دے کر اردو میں علمی وفنی علوم کی تعلیم کو ممکن بنادیا۔ یہاں ایسے لوگ ملازم رکھے گئے، جو کسی خاص مضمون کے ماہر بھی تھے اور انگریزی کے علاوہ اردو، عربی اور فارسی پر عبور رکھتے تھے۔ ابتدا میں قاضی محمد حسین، قاضی تلمذ حسین، محمد الیاس برنی، سید ہاشمی فرید آبادی، چودھری برکت علی، نظم طباطبائی، عبداللہ عمادی، سید علی رضا، عبدالحلیم شرر اور بلد یو سنگھ مترجم ہوئے۔ بعد میں مزید مترجمین کے ذریعے ترجمے کروائے گئے۔ کتابیں ترجمہ کرنے کے لیے متعلقہ علوم کے ماہرین کی ایک کمیٹی تھی، جو کتابوں کا انتخاب کرتی تھی اور پھر یہ کتابیں ماہر مترجمین کے حوالے کی جاتی تھیں۔ ترجمہ کرنے کے بعد اس پر نظر ثانی کرنے کے لیے ناظرِ ادب اور ناظرِ مذہب ہوتے تھے جو ادبی اور مذہبی نقطۂ نظر سے ترجمے کا تجزیہ کرتے اور اپنی سفارشات بھیجا کرتے تھے۔ دارالترجمہ کے پہلے ناظم بابائے اردو مولوی عبدالحق مقرر کیے گئے۔

دارالترجمہ میں میڈیسن، انجینئرنگ، طبیعیات، کیمیا، فلسفے، تاریخ، معاشیات، ریاضی، غرض ہر علمی موضوع پر انگریزی کی بہترین کتابوں کا انتخاب کر کے ان کے ترجمے کیے گئے۔

تاریخ پر یہاں 95 کتابیں ترجمہ کی گئیں، جن میں سے 83 کتابیں شائع ہوئیں۔ ان تراجم میں ہندوستان کی قدیم تاریخ، وسطی تاریخ، جدید تاریخ، تاریخ انگلستان، تاریخ یونان، تاریخ روم، تاریخ یورپ وغیرہ شامل ہیں۔ ان تراجم کے لیے مندرجہ بالا مترجمین کے علاوہ پروفیسر ہارون خان شیروانی، پروفیسر جمیل الرحمٰن، ڈاکٹر سید سجاد، ڈاکٹر ابن حسن، ڈاکٹر سید عابد حسین اور کئی دیگر ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں۔

معاشیات کی کتابوں کے ترجمے، پروفیسر حبیب الرحمٰن، مولوی رشید احمد، پروفیسر الیاس برنی، احمد محی الدین انصاری، مولوی محمد نصیر الدین، محمد احمد سبزواری اور دوسروں نے کیے۔ معاشیات پر یہاں ترجمہ کی ہوئی 19 کتابیں شائع ہوئیں۔

فلسفے کی کتابوں کے ترجمے خلیفہ عبدالحکیم' ڈاکٹر میر ولی الدین' مولوی احسان احمد' مناظر احسن گیلانی' ڈاکٹر سید وحید الدین' عبداللہ عمادی' مرزا ہادی رسوا' ابوالخیر مودودی اور دوسرے علما نے کیے۔ فلسفے کے موضوع پر دارالترجمہ سے 27 کتابیں شائع ہوئیں۔

نفسیات کے موضوع پر مولوی احسان احمد کے علاوہ معتضد ولی الرحمٰن' عبدالباری ندوی اور مرزا رسوا نے 15 کتابوں کے ترجمے کیے۔ اخلاقیات پر 12 کتابیں ترجمہ ہوئیں۔ اس موضوع پر ترجمہ کرنے والوں میں مولوی عبدالباری' حکیم عبدالباقی' معتضد ولی الرحمٰن' مولوی احسان احمد اور دیگر مترجمین شامل ہیں۔ انجینئرنگ کے تراجم پروفیسر ضیاالدین انصاری کے علاوہ مولوی محمد احمد مرزا' قاضی محمد حسین' للت موہن مکرجی' بالا پرشاد' لوکندر بہادر' مرزا مہدی علی' محمد عظمت اللہ اور دوسرے کئی مترجمین نے کیے۔

قانون کی کتابیں مولوی مسعود علی' رائے ویدناتھ' سید علی رضا' ڈاکٹر میر سیادت علی' ڈاکٹر محمد حمیداللہ' پروفیسر حسین علی وغیرہ نے اردو میں منتقل کیں۔

دارالترجمے کا قیام 1917ء میں ہوا اور دو سال کے اندر ہی کتابوں کے شائع ہونے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ 1948ء میں ریاست حیدر آباد ہند یونین میں ضم کر دی گئی' جس کے بعد ترجمے کے کام کی رفتار کم ہو گئی اور 1949ء میں دارالترجمہ کے دفتر میں آگ لگ گئی اور کئی قیمتی مسودات شعلوں کی نذر ہو گئے۔ 1950ء میں یہ شعبہ ختم ہو گیا' کیوں کہ جامعہ عثمانیہ کا ذریعۂ تعلیم اردو سے انگریزی کر دیا گیا تھا۔

ڈاکٹر مجیب الاسلام کی تحقیق کے مطابق:

> ''دارالترجمہ عثمانیہ میں 1917ء سے 1947ء تک یعنی تیس سال میں 457 کتابیں ترجمہ و تالیف کی گئیں۔ ان میں سے 426 کتابیں ترجمہ اور 31 کتابیں تالیف کی گئیں۔ تمام تراجم میں 360 کتابیں انگریزی سے ترجمہ کی گئیں۔ ان میں سے 306 تراجم شائع ہوئے۔ 5 جرمن تصانیف کے ترجمے کیے گئے۔ یہ پانچوں شائع ہوئے۔ 3 فرانسیسی زبان سے ترجمے کیے گئے۔ یہ تینوں شائع ہوئے۔ 51 عربی زبان سے کیے گئے۔ جن میں 45 شائع ہوئے۔ 17 فارسی تصانیف کے ترجمے ہوئے ان میں سے 9 شائع ہوئے اور 31 تالیفات میں سے 27 شائع ہوئیں۔ مجموعی طور پر 395 تراجم و تالیفات شائع ہو کر کورس میں شامل کیے گئے۔''
>
> (دارالترجمہ کی علمی و ادبی خدمات۔ صفحہ 144)

چوں کہ دارالترجمہ عثمانیہ جل کر تباہ ہو چکا تھا اور یہاں شائع کی گئی کتابوں کا پورا سٹ کسی ایک لائبریری میں موجود نہ تھا' لیکن بہ دقت تمام ڈاکٹر مجیب الاسلام نے ترجمہ کی گئی کتابوں کی ایک فہرست تیار کی جو ان کی کتاب ''دارالترجمہ کی علمی و ادبی خدمات'' میں شامل ہے۔ اگر چہ یہ فہرست بھی مکمل نہیں کہی جا سکتی لیکن بیشتر کتابوں کے مترجمین کے علاوہ اصل کتاب اور اس کے مصنف کا ذکر بھی اس فہرست میں ہے۔

10.4.9 قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان میں علمی و فنی تراجم

مارچ 1996ء میں حکومت ہند نے اردو زبان کی ترقی کے لیے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نامی ادارہ قائم کیا۔ جسے پہلے ''ترقی اردو بیورو'' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ قیام سے لے کر اب تک اس ادارے نے خاصی تعداد میں علمی و فنی کتابوں کے اردو ترجمے کروا کے شائع کیے ہیں۔ ان میں تاریخ' تعلیم و تدریس' حیات و خدمات' زبان و لسانیات' سائنس' ٹکنالوجی' جغرافیہ' کیمیا' طبیعیات' گھریلو سائنس' ریاضی' زراعت' سماجیات' سیاسیات' طب و معالجات' کمپیوٹر سائنس' فلسفہ' فنون لطیفہ' قانون' لائبریری سائنس' معاشیات' کامرس' نفسیات پر سینکڑوں کتابیں شامل ہیں۔

10.4.10 مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں علمی و فنی تراجم

جامعہ عثمانیہ سے اردو ذریعۂ تعلیم کے خاتمے کے بعد ملک بھر میں ایسی کوئی یونیورسٹی نہ تھی جہاں اردو زبان کے ذریعے مروجہ علوم و فنون کی تعلیم و تربیت کا اہتمام ہو۔ برسوں تک جدوجہد کرنے کے بعد 1998ء میں حیدر آباد میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا جس کا مقصد یہ ہے کہ اردو کے ذریعے طلبا کو جدید علوم کی تعلیم دی جائے۔ یہاں بھی نصابی کتب کا مسئلہ در پیش تھا۔ چنانچہ یہاں ایک ٹرانسلیشن ڈویژن قائم کیا گیا' جواب

شعبہ ترجمہ ہوگیا ہے۔ تقریباً ہر کورس کے لیے انگریزی سے ترجمہ کرکے طلبا کو کتابیں مہیا کی جانے لگیں۔ اس یونیورسٹی سے 250 سے زائد کتابیں شائع ہوچکی ہیں جن میں تقریباً نصف کتابیں ترجمہ ہیں۔ اس مقصد کے لیے اردو یونیورسٹی نے دوسری یونیورسٹیوں جیسے اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی سے معاہدہ کیا ہے اور وہاں کی نصابی کتابوں کو اردو میں منتقل کرنے کا کام انجام دیا جارہا ہے۔

مندرجہ بالا اداروں کے علاوہ اور بھی کئی ادارے جیسے NCERT، نیشنل بک ٹرسٹ، انجمن ترقی اردو، دہلی اکیڈمی اور ملک بھر کی دوسری اکیڈمیاں ترجمے کے کام کو آگے بڑھارہی ہیں اور قارئین کے لیے اردو میں علمی وفنی کتابیں انگریزی سے ترجمہ کراکے شائع کررہی ہیں۔ دنیا بھر میں علمی وفنی ترقیاں بامِ عروج پر ہیں اور ہر روز سینکڑوں نئی کتابیں انگریزی اور دوسری زبانوں میں لکھی جارہی ہیں۔ نئی کتابوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے باوجود کوشش اس بات کی ہورہی ہے کہ بہتر سے بہتر کتابیں اردو میں منتقل ہوں۔ اور یہ کام شدومد سے جاری ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

1. فورٹ ولیم کالج کب قائم کیا گیا؟
2. فورٹ سینٹ جارج کالج میں کون سی علمی وفنی کتابیں ترجمہ کی گئیں؟
3. دارالترجمہ شمس الامرا کے چند مترجمین کے نام لکھیے۔
4. ترجمے اور نصابی کتاب کی فراہمی کے لیے دلی کالج کے تحت کب اور کون سا ادارہ قائم کیا گیا؟
5. سائنٹفک سوسائٹی کے قیام کا مقصد کیا تھا؟

10.5 خلاصہ

کسی زبان کی مقبولیت کا راز اس بات میں ہوتا ہے کہ اس میں علوم وفنون کی کتنی کتابیں ہیں۔ اردو میں علمی وفنی کتابیں نہ ہونے کے برابر تھیں اس لیے ضروری تھا کہ دوسری زبانوں سے علوم وفنون سے متعلق کتابوں کو ترجمہ کیا جائے تاکہ اردو بولنے والے ترقی کی راہوں میں پیچھے نہ رہ جائیں۔ جدید سائنسی ترقیات نے علوم وفنون کے ذخیرے میں بے پناہ اضافہ کیا ہے۔ ہر علم کے ساتھ اس کی اپنی اصطلاحیں بھی ہوتی ہیں۔ اردو ترجمہ کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا گیا کہ اگر کسی اصطلاح کے لیے عام طور پر سمجھا جانے والا کوئی لفظ موجود نہ ہو تو نیز اصل زبان کا لفظ عام طور پر بولا اور سمجھا جاتا ہو تو نئی اصطلاح وضع کرنے کے بجائے انگریزی لفظ کو ہی استعمال کرلیا جائے۔

علمی ترجمہ عموماً لفظی ہوتا ہے، کیوں کہ علمی تحریریں ادبی تخلیقات کے مقابلے میں کم پیچیدہ ہوتی ہیں اور اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ نثر میں مرصع زبان کے بجائے سادہ اور سلیس زبان استعمال کی جائے تاکہ علم حاصل کرنے کے خواہش مندوں کو اصل مفہوم تک رسائی میں دشواری نہ ہو۔ اردو میں ترجمے کا عمل زبان کے آغاز کے ساتھ ہی شروع ہوچکا تھا۔ ابتدا میں مذہبی موضوعات کے ترجمے کیے گئے بعد میں یہ محسوس کیا گیا کہ فنی اور علمی کتابوں کے بھی ترجمے کیے جانے چاہئیں۔ چنانچہ مختلف اداروں نے ترجمے کے کام کو آگے بڑھایا۔ جن میں فورٹ ولیم کالج، فورٹ سینٹ جارج کالج، دلی کالج وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے بعد مہاراجہ رنبیر سنگھ، نوابین اودھ اور حیدرآباد میں شمس الامرا کی سرپرستی میں علمی وفنی تراجم کیے گئے۔ سرسید احمد خاں نے سائنٹفک سوسائٹی قائم کرکے کئی علمی کتابوں کے ترجمے کروائے۔ جامعہ عثمانیہ کے دارالترجمہ میں طلبا کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے 426 کتابوں کے ترجمے کیے گئے۔

موجودہ دور میں انجمن ترقی اردو، این سی ای آر ٹی، نیشنل بک ٹرسٹ، دہلی اکیڈمی جیسے اداروں نے بھی اس ضمن میں کام کیا ہے۔ حکومت ہند کے ادارے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے سینکڑوں علمی وفنی کتابیں اردو میں منتقل کیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے شعبۂ ترجمہ نے بھی طلبا کی نصابی کتب کو انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

اس تناظر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اردو میں علمی وفنی موضوعات پر کتابوں کی دستیابی اگر پوری طرح نہیں تو کم از کم کچھ حد تک تو ضرور ہے۔

INSTRUCTIONAL MEDIA CENTRE • MANUU
IMC LIBRARY
Hyderabad-34.

10.6 نمونۂ امتحانی سوالات

درج ذیل سوالوں کے جواب تیس تیس سطروں میں لکھیے۔

1. دارالترجمہ شمس الامرا کی خدمات کا جائزہ لیجیے۔
2. دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کے بارے میں اپنی معلومات قلم بند کیجیے۔

درج ذیل سوالوں کے جواب پندرہ پندرہ سطروں میں لکھیے۔

1. علمی ترجمے کے بنیادی اصولوں کی نشاندہی کیجیے۔
2. سرسید کی سائنٹفک سوسائٹی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
3. علمی وفنی تراجم کے ضمن میں دلّی کالج کی خدمات پر روشنی ڈالیے۔

10.7 فرہنگ

حسب استعداد	=	حسب مقدور، صلاحیت کے مطابق	شانہ بہ شانہ چلنا	=	ساتھ ساتھ چلنا
مطلوبہ	=	درکار	مخلوط زبان	=	ملی جلی زبان
دقیق	=	گاڑھی، مشکل	متبادل	=	قائم مقام، اسی طرح کی دوسری چیز
مشمولات	=	وہ چیزیں جو شامل ہیں	مرصع	=	خوش بیانی سے آراستہ موتی یا جواہرات سے جڑا ہوا

10.8 سفارش کردہ کتابیں

1. ڈاکٹر قمر رئیس (مرتبہ) — ترجمے کا فن اور روایت
2. ڈاکٹر خلیق انجم (مرتبہ) — فن ترجمہ نگاری
3. ڈاکٹر مجید بیدار — دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی ادبی خدمات
4. ڈاکٹر مجیب الاسلام — دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کی علمی وادبی خدمات
5. ثریا حسین — سرسید احمد خاں اور ان کا عہد